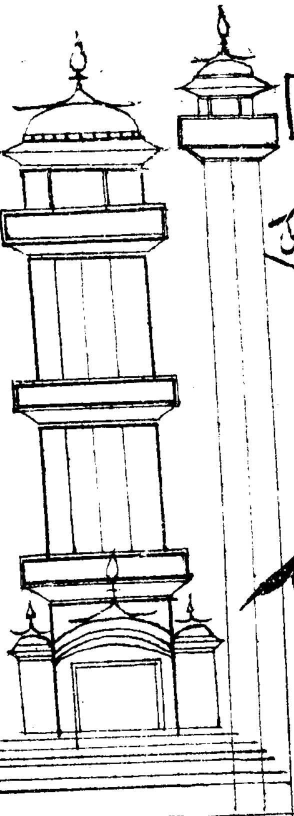


رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار مہینہ کی

۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰

تاریخ کو قادیان دارالامان سے شایع ہوتا ہے

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بدار قادیانی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے صہ/
۲۔ خواص و معاونین سے عـہ۱۰
۳۔ ہندوستان سے باہر ۶ـے/
۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۱۲ـے/
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عـہ۱۲/

نوٹ
۱۹۰۸ع کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں توسیع اشاعت کیوجہ سے کیا گیا ہے

نمبر ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۰۸ئہ مطابق ۱۸ صفر ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

لنگر خانہ کی طرف توجہ چاہئے

لنگر خانہ کی ضروریات پر ایک سے زیادہ مرتبہ توجہ دلائی گئی ہے لنگر خانہ کے اخراجات دن بدن بڑھ رہے ہیں اور قحط سالی کے سبب سے اور بھی اضافہ ہو گیا ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب یک مشت چندہ لنگر خانے کیلئے دیں اور ماہواری چندے اپنے وقت پر ادا ہوتے رہیں تا کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے اوقات گرامی میں تشویش کی وجہ سے حرج واقعہ نہ ہو۔ اس تحریک کو معمولی اور عام نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ ڈیپوٹیشن جو مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کیلئے نکلا ہے اسکے مقاصد میں لنگر خانہ کیلئے یک مشت چندہ جمع کرنا بھی داخل کیا گیا ہے جہاں احباب عمارت مدرسہ کیلئے چندہ دیں لنگر خانہ کیلئے یک مشت چندہ بھی دیں۔ بار بار اس قسم کی تحریکیں کرنیکی ضرورت نہیں لنگر خانہ سب سے اول نصب العین رہنا چاہئے۔ یاد رہے لنگر خانہ کیلئے جسقدر روپیہ بھیجا جاوے وہ براہ راست حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے نام بھیجا جاوے

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۹ مارچ ۱۹۰۸ء سیر

فرمایا کہ شیعہ لوگ مخواہ مخواہ غلو کرتے ہیں ان کے مقابلہ میں خارجی ان کا اچھا منہ بند کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ صحابہؓ میں کبھی کوئی نزاع بھی اگر واقع ہوگئی ہو تو کیا ہرج کی بات ہے نزاع اور جھگڑا ہمیشہ وہیں ہوا کرتا ہے جن کو آپس میں گہرے تعلقات ہوں۔ یہ کوئی عیب کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب باتوں کا یوں فیصلہ ہی کر دیا ہے کہ ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علےٰ سرر متقٰبلین۔ پس خدا کے فیصلہ کے بعد ان امور میں زبان کھولنا ایمان کا نشان نہیں۔

اگر صحابہ کرامؓ پر شیعہ اعتراض کرتے ہیں تو خارجی حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر بھی تو اعتراض کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ حضرت علی رضی کا ارادہ تھا کہ ابوجہل کی لڑکی سے شادی کریں۔ مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو آپؐ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اب ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ کہ خدا کے رسول کی لڑکی اور خدا کے دشمن کی لڑکی ایک گھر میں جمع ہوں اگر ایسا ہی کرنا منظور ہو تو فاطمہؓ کو طلاق دیدی جاوے۔ بلکہ خارجی تو یہاں تک کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے نعوذ باللہ اپنے اسی ارادے کو پورا کرنے کے واسطے خود ہی اُنہ حضرت فاطمہؓ کو زہر دیکر مار دیا تھا۔ اور آخرکار اس طرح سے اپنے ارادے کو پورا بھی کر لیا۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے متعلق قرآن شریف نے فرمایا ہے کہ وہ امہات المومنین ہیں۔ تو حضرت علیؓ گویا مدت تک ماں سے جھگڑا کرتے رہے ہیں۔

حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہ کے مقابلہ میں ملک ہی چھوڑ دیا تھا مگر دیکھو حضرت علیؓ نے ماں سے جھگڑا نہ چھوڑا۔

بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اول اول حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے بھی تخلف کیا تھا مگر پھر گھر میں جا کر خدا جانے یکدفعہ کیا خیال آیا کہ پگڑی بھی نہ باندھی اور فوراً ٹوپی سے ہی بیعت کرنے کو آگئے اور پگڑی پیچھے منگائی معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے دل میں خیال آگیا ہو گا کہ یہ تو بڑی معصیت ہے اسی واسطے اتنی جلدی کی

اصل بات یہ ہے کہ یہ سب باتیں قرآن شریف میں تدبر نہ کرنے کی وجہ سے ہیں۔

وفات مسیحؑ پر فرمایا کہ قرآن شریف یہود و نصاریٰ کے اختلافات کے لئے بطور حکم ہے۔ اصل جھگڑا تو یہ تھا کہ توریت میں لکھا تھا کہ جو سولی پر لٹکایا جاوے اُس کا رفع روحانی نہیں ہوتا۔ اور وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ خدا کی طرف سے ایسے شخص کو خلعت نبوت عطا کیا جاوے۔ بلکہ ملعون اور لعنتی ہوتا ہے سولی جرائم پیشہ لوگوں کی سزا ہے اور جو جرائم پیشہ لوگوں کی سزا سے موت کا لقمہ بن جاوے وہ اس قابل کہاں ہوتا ہے کہ اس کا رفع روحانی ہو۔ غرض ان یہود کا دعوےٰ تو صرف یہی تھا کہ حضرت عیسےٰؑ کا رفع روحانی نہیں ہوا۔ وہ حضرت موسےٰؑ کے رفع روحانی کے قائل تھے نہ کہ رفع جسمانی کے۔ رفع جسمانی کا تو اُن کے دلوں میں خیال تک بھی نہ تھا۔ پس سچی بات یہی ہے کہ مسلمانوں اور یہود کا متفقہ اور مسلم اعتقاد اسیر ہے کہ خدا کے نیک بندوں کا بعد وفات رفع روحانی ہوا کرتا ہے۔ اور یہی قابل بڑائی بات ہے۔ رفع جسمانی کے یہ نہ قائل ہیں اور نہ کوئی اس میں فضیلت مدنظر ہے۔ چنانچہ قرآن شریف بھی اسی اصول کو یوں بیان فرماتا ہے کہ مفتحۃً لھم الابواب۔ یعنے جو خدا کے نزدیک متقی اور برگزیدہ انسان ہوتے ہیں خدا اُن کے لئے آسمانی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور اُن کا رفع روحانی بعد الموت کیا جاتا ہے۔ اور ان کے مقابل میں جو لوگ بدکار اور خدا سے دور ہوتے ہیں اور اُن کو خدا سے کوئی تعلق صدق و اخلاص نہیں ہوتا اُن کے واسطے آسمانی دروازے نہیں کھولے جاتے جیسا کہ فرمایا لا تفتح لھم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتیٰ یلج الجمل فی سم الخیاط۔

غرض یہود کا اعتراض تو یہی تھا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسٰیؑ چونکہ سولی چڑھائے گئے ہیں اس واسطے وہ ملعون ہیں اور صاف بات ہے کہ ملعون کا رفع روحانی نہیں ہو سکتا۔ اسی کے جواب میں قرآن شریف نے فرمایا ہے کہ بل رفعہ اللہ الیہ

اچھا ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ اگر یہودیوں کا یہی اعتراض تھا کہ حضرت عیسٰیؑ کا رفع جسمانی نہیں ہوا تو پھر قرآن شریف جو کہ ان دونوں قوموں میں حکم ہو کر آیا ہے اس نے یہود کے اس اعتراض کا کیا جواب دیا ہے۔ کیا وجہ کہ قرآن شریف نے یہود کے اصل اعتراض کا تو کہیں جواب نہ دیا اور رفع روحانی پر اتنا زور دیا۔ اور رفعہ اللہ الیہ فرمایا رفعہ اللہ الی السماء کیوں نہ فرمایا۔ عرش الٰہی ایک وراء الورا مخلوق ہے۔ جو زمین سے اور آسمان سے بلکہ تمام جہات سے برابر ہے۔ یہ نہیں کہ نعوذ باللہ عرش الٰہی آسمان سے قریب اور زمین سے دور ہے۔ لعنتی ہے وہ شخص جو ایسا اعتقاد رکھتا ہے۔ عرش مقام تنزیہ ہے اور اسی لئے خدا ہر جگہ حاضر ناظر ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ ھو معکم اینما کنتم۔ اور وما من ثلٰثۃ الا ھو رابعھم اور فرماتا ہے کہ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔

غرض اصل جھگڑا تو صرف اُن کے رفع روحانی اور مقرب بارگاہ سلطانی ہونے کے متعلق تھا سو اللہ تعالےٰ نے اس کا فیصلہ ہی کر دیا یہ فرما کر بل رفعہ اللہ الیہ۔ اب کوئی بتائے کہ بھلا اس سے اُن کا آسمان پر چڑھ جانا کیسے ثابت ہوتا ہے کیا خدا آسمان پر ہے اور زمین پر نہیں۔

اللہ تعالےٰ نے تو حضرت عیسےٰؑ کا قصہ ہی تمام کر دیا ہے جہاں یہ سوال و جواب ہے کہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ اس آیت سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک تو حضرت عیسےٰؑ کا وفات پا جانا۔ اور دوسرے اُن کا دوبارہ دُنیا میں نہ آنا۔ کیونکہ یہ سوال و جواب قیامت کے دن کو ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ سوال حضرت عیسےٰؑ سے کہ کیا تم نے عیسائیوں کو یہ شرک کی تعلیم دی تھی اور حضرت عیسےٰؑ کا یہ جواب دینا کہ یا الٰہی یہ میری وفات کے بعد بگڑے ہیں مجھے اس بات کا علم نہیں کہ میرے بعد انھوں نے کیسے عقاید اختیار کر لئے میں نے تو ان کو صرف توحید کی تعلیم دی تھی اس سوال و جواب سے صاف صریح اور واضح طور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰؑ وفات پا چکے ہیں۔ اور وہ دُنیا میں دوبارہ نہیں آئینگے۔ ورنہ اگر وہ دوبارہ کبھی دُنیا میں آئے ہوتے۔ اور اُن کی گندی تعلیم اور مشرکانہ عقاید کی اصلاح کی ہوتی۔ صلیب توڑی ہوتی اور خنزیر قتل کئے ہوتے تو اللہ تعالیٰ اُن کو ایسے صریح جھوٹ سے سرزنش نہ کرتا؟ اور وہ ایسی جرأت اور دلیری سے حضور الٰہی کے سامنے قیامت کے دن ایسا جھوٹ بولتے۔ ہرگز نہیں۔ پس واقعی اور حق بات یہی ہے کہ حضرت عیسےٰؑ وفات پا چکے اور وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئینگے۔ یہ تو اللہ تعالےٰ کا قول ہوا۔ اس کی تصدیق آں حضرتؐ نے فعل سے کر دی۔ اور آپ نے معراج کی رات حضرت عیسٰی کو حضرت یحییٰؑ کے پاس

بیٹھے دیکھیا۔ غور کا مقام ہے کہ زندہ کو مردہ سے کیا تعلق۔ اور کیا کام۔ حیات اور وفات تو دو ضدین ہیں جس طرح نور اور ظلمت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتا اسی طرح مردے اور زندہ لوگوں کا بھی آپس میں کوئی تعلق نہیں کہ ایک جگہ رہیں۔ بلکہ حضرت عیسیٰ کے واسطے تو کوئی الگ کوٹھڑی درکار تھی۔

اس کے بعد اور زیادہ تشریح بخاری اور مسلم نے کر دی ہے جنہوں نے آخری زمانہ کے علامات کا ذکر کرتے ہوئے ایک نئی سواری کا ذکر کر کے یہ کہا کہ لیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیہا۔ اور قرآن شریف نے اسی مضمون کو عبارت ذیل میں بیان فرما کر اور بھی صراحت کر دی کہ اذا العشار عطلت۔ قرآن و حدیث کا تطابق اور پھر عملی رنگ میں اس دور دراز زمانہ میں جبکہ ان پیشگوئیوں کو ۱۳ سو برس سے بھی زاید عرصہ گذر چکا ہے ان کا پورا ہونا ایمان کو کیا تازہ اور مضبوط کرتا ہے۔ چنانچہ ایک اخبار میں ہم نے دیکھا ہے کہ شاہ روم نے تاکیدی حکم دیا ہے کہ ایک سال کے اندر حجاز ریلوے تیار ہو جاوے۔ سبحان اللہ کیا عجیب نظارہ ہوگا۔ اور ایمان کیسے تازہ ہونگے کہ جب پیشگوئی کے بالکل مطابق بجائے اونٹوں کی لمبی لمبی قطاروں کے ریل کی لمبی قطاریں دوڑتی ہوئی نظر آوینگی۔ پس جب یہ پیشگوئی جو آثار قرب قیامت اور مسیح موعود کی آمد کے نشانات میں سے ایک زبردست اور اقتداری پیشگوئی ہے پوری ہو رہی ہے تو ایمان لانا چاہئے کہ مسیح موعود بھی موجود ہے۔

فرمایا کہ زلازل اور طاعون کا سلسلہ بھی حکام وقت کے دورہ کی طرح دورہ ہی کر رہا ہے۔ جس طرح حکام وقت اپنے انتظامی دوروں میں جہاں کوئی سرکشی یا بدنظمی پاتے ہیں اس کی اصلاح کرتے ہیں اسی طرح زلازل اور طاعون بھی ملک کے مختلف حصوں میں دورہ کر رہے ہیں۔ بعض ممالک میں سنا گیا ہے کہ زلزلوں سے پہاڑ گر گئے اور شہروں کے شہر فنا ہو گئے۔ یہی حال طاعون کا ہے۔ جب لوگ کسی قدر وقت کے لئے پھر مطمئن ہو جاتے ہیں [illegible] اور غفلت میں ترقی کرنے لگ جاتے ہیں تو پھر خدا طاعون کو اُن کی سرزنش اور سرکوبی کے واسطے بھیج دیتا ہے۔ پس بے فکر اور مطمئن نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ قبل اس کے کہ کوئی مصیبت اچانک آن پکڑے اپنی اصلاح میں لگے رہنا چاہئے۔ اور توبہ استغفار میں مشغول ہونا چاہئے۔

فرمایا خدا جب کسی کام کو کرانا ہی چاہتا ہے تو گردن سے پکڑ کر بھی کروا دیتا ہے۔ اس کے منوانے کے عجیب عجیب رنگ ہیں۔ چنانچہ ایک سلمان بادشاہ کا ذکر ہے کہ اس نے امام موسیٰ رضا کو کسی وجہ سے قید کر دیا ہوا تھا۔ خدا کی قدرت ایک رات بادشاہ نے اپنے وزیر اعظم کو نصف رات کے وقت بلوایا اور نہایت سخت تاکید کی کہ جس حالت میں ہو اسی حالت میں آ جاؤ۔ حتیٰ کہ لباس بدلنا بھی تم پر حرام ہے۔ وزیر حکم پاتے ہی ننگے سر ننگے بدن فوراً حاضر ہوئے اور اس جلدی اور گھبراہٹ کا باعث دریافت کیا۔ بادشاہ نے اپنا ایک خواب بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک حبشی آیا اور اس نے گرز اسے کی قسم کے ایک ہتھیار سے مجھے ڈرایا اور دھمکایا ہے۔ اس کی شکل نہایت پرہیبت اور خوفناک ہے۔ اس نے مجھے کہا ہے کہ امام موسیٰ رضا کو ابھی چھوڑ دو۔ ورنہ میں تمہیں ہلاک کر دونگا۔ اور اسے ایک ہزار اشرفی دیکر جہاں اس کا جی چاہے رہنے کی اجازت دو۔ سو تم ابھی جاؤ اور امام موسیٰ رضا کو قید سے رہا کر دو۔ چنانچہ وزیر اعظم قید خانہ میں گئے۔ اور قبل اس کے کہ وہ اپنا عندیہ ظاہر کرتے امام موسیٰ رضا بولے کہ پہلے میرا خواب سن لو۔ چنانچہ انہوں نے اپنا خواب یوں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ تم آج ہی قبل اس کے کہ صبح ہو قید سے رہا کئے جاؤ گے۔ غرض یہ ہیں خدا کے اقتداری نشانات۔

فرمایا شیعہ لوگ جس راہ کو اختیار کئے ہوئے ہیں اس ارادہ سے تو نعوذ باللہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا مذہب ہی برباد جاتا ہے۔ دیکھو اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دین الٰہی یعنے اسلام میں بہت کثرت اور ہیبات سے لوگ شامل ہوں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عین حیات میں ہی ایسا ظہور میں آویگا۔ بھلا ان لوگوں سے کوئی پوچھے کہ کیا دو چار آدمیوں کا نام ہی افواج ہے۔ اور کیا یہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی لمبی محنت اور جانکاہ کوششوں کا نتیجہ تھا؟ افسوس۔ دیکھو فوج ہی کچھ کم نہیں ہوتی۔ یہاں تو اللہ نے فوج کی بھی جمع کا لفظ بولا ہے اور افواجاً کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں فوجوں کی فوجیں داخل اسلام ہو جاوینگی ان لوگوں کے عقاید کے لحاظ سے تو قرآن شریف ہی کی تکذیب لازم آتی ہے۔ انہوں نے قرآن شریف کو تو محرف مبدل کا الزام دیکر چھوڑ دیا۔ رہے قرآن شریف کے پہنچانے والے جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ فرمایا اور ان کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تخت کا وارث بنایا۔ اور آں حضرتؐ کے منہ سے نکلی ہوئی پیشگوئیوں کی تصدیق کرنے والے اور پورا کرنے والے بنایا۔ انہی کے ہاتھ سے بڑے بڑے قرآنی وعدے پورے کئے قیصر و کسریٰ کے تخت اور خزانے انہی کے ذریعہ اسلام کا ورثہ بنائے سو ان کو غدار۔ ظالم منافق اور غاصب کا لقب دیکر چھوڑ دیا۔ ان کا تو وہ حال ہے کہ جس طرح ایک عورت کو جب اس کے دن حمل کے پورے ہو چکتے ہیں تو دردزہ شروع ہوتی ہے۔ جس کی تکلیف سے وہ اور اس کے عزیز و اقارب اور خویش روتے ہیں اور دردمند ہوتے ہیں کیونکہ وہ ایک نازک حالت ہوتی ہے۔ نتیجہ کی کسی کو خبر نہیں ہوتی۔ مگر جب اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو جاوے اور وہ چلہ پورا کر کے غسل صحت بھی کر لے اور بچہ بھی اس کا صحیح سالم جیتا جاگتا ہو۔ اس وقت لگے کوئی آدمی رونے۔ تو اس کا رونا کیا بے محل اور بے موقع ہوگا۔ سو یہی حال ہے ان کا وقت گذر چکا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کامیابی کے ساتھ تخت خلافت کو مقررہ وقت تک زیب دیکر اپنی اپنی خدمات بجا لا کر بڑی کامیابی اور اللہ کے رضوان لیکر چل بسے اور جنات و عیون جو آخرت میں ان کے واسطے مقرر تھے اور وعدے تھے وہ ان کو عطا ہو گئے اب یہ روتے ہیں۔ اور چلاتے ہیں کہ وہ نعوذ باللہ ایسے تھے اور ایسے تھے محرم میں شہیدان کربلا کی مصیبت کو یاد کر کر کے رونے سے کیا حاصل۔ اپنے نفس کا غم کرنا چاہئے اس کی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔ سب سے بڑا تذکرہ ان کو جو کرنا چاہئے وہ یہی ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح کر لے اور آخرت کے واسطے زاد راہ لے لے۔ دیکھو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی کو کیا کہا تھا اے فاطمہ اپنی جان کو آگ سے بچانے کی فکر کر لے۔ بس تیرے کسی کام نہیں آ سکتا۔ جب آنحضرتؐ کا یہ حال ہے تو پھر اور کسی کا کیا حال۔

جنازہ غائب

مولوی اللہ دتا صاحب احمدی بھٹی ساکن رتانہ سہو ضلع ملتان اپنی بیوی کے فوت ہو جانے پر جنازہ غائب کی درخواست احباب احمدی سے کرتے ہیں۔

میچ کل گورنمنٹ امرتسر اور مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۱۴ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء کا دن

امرتسر میں احمدی قوم کی اٹھتی ہوئی ہونہار پود کی سچی تعلیم و تربیت کے اظہار کا دن تھا جو کہ انھوں نے مرسل یزدان مامور من اللہ مسیح موعود علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں سے تیار کئے ہوئے باغبانوں کے ماتحت رہ کر سکول اور بورڈنگ کی زندگی میں حاصل کی تھی۔ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ آج کا دن کیا تھا؟ کس غرض کے واسطے احمدی قوم کے نوخیز طلباء امرتسر میں جمع تھے۔؟ وہ ایک معمولی کھیل کا موقع تھا۔ جسکے لئے عام طور سے لڑکے بڑی بڑی تیاریاں کیا کرتے ہیں۔ کوئی وردیوں کی چھان بین کرتا ہے۔ کوئی بوٹ کو سنوارتا ہے۔ غرض جس طرح کسی سے بن پڑتا ہے۔ اپنے کھیل کود کے پہلوؤں میں کامیابی کی راہیں سوچتا ہے۔ مگر ان لڑکوں نے جن کی تعلیم احمدی قوم کے پاک دل اور لائق مالیوں کی زیر نگرانی ہوئی ہے انھوں نے اپنے اس مقابلے کے واسطے کیا تیاری کی۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ان بچوں کے دلوں میں کیا نقوش جمائے گئے ہیں۔ اور اپنے کل کاروبار میں خواہ دینی ہوں یا دنیوی کھیل کود ہو یا تعلیمی امتحان۔ انکو کامیابی کے واسطے کیا راہ بتائی گئی ہے۔

معمولی وقت پر نماز ظہر کی اذان ہوئی۔ سب لڑکے وضو کرکے نماز کے واسطے تیار تھے۔ نماز باجماعت پڑھائی گئی۔ مگر خدا کی شان کس ذوق شوق اور سرور سے یہ دو رکعت نماز ادا ہوئی۔ کس عجز و انکسار اور گریہ و بکا سے لڑکوں نے حضور الٰہی میں دردمندانہ طور سے دعائیں کیں۔ میں حیران تھا کہ ان بچوں کو دعا کی ایسی حقیقت سے کس چیز نے آگاہ کر دیا تھا۔ وہ کیا موجب تھی جس نے ان کے دلوں میں اپنی کامیابی کے واسطے صرف صرف اسی راہ کو اختیار کرنے کی تحریک پیدا کر دی۔ وہ یقین کامل کہاں سے آگیا جو ان کے دلوں میں میخ فولاد کی طرح قبولیت دعا کی حقیقت کو نقش کر گیا۔ وہ درد وہ سوز وہ گداز وہ رقت کہاں سے ان کے دلوں میں پیدا ہوگئی کہ وہ سچے دل سے آستانہ ایزدی پر ہی اپنی حاجت روائی کے واسطے گر گئے۔ انھوں نے کیوں دوسرے لوگوں کی طرح اپنے کو آراستہ پیراستہ نہیں کیا۔ انھوں نے کیوں اس وقت ظاہری ساز باز کو ایک طرف رکھکر در الوہیت کے آگے سر نیاز جھکا دیئے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت کا اصل خمیر ہی انہی امور کی ملونی سے تیار کیا گیا تھا۔ وہ برسوں سے قبولیت دعا کے زندہ نمونے اور تازہ مثالیں دیکھتے رہے ہیں۔ اُن کی تعلیم کا آغاز ہی توحید سے ہوا ہے۔ خدا کا مرسل مسیح موعودؑ جس کو خدا نے رمز کی بنا کے بھیجا ہے۔ جس کی مجلس خدا نما مجلس ہے اور جسکے فیضان اس قوم اور اس قوم کی نسلوں کی آبپاشی کرتے ہیں اُن کی مقبول دعائیں ہر وقت اُن کے شامل حال ہیں۔ اور ان لڑکوں کو خوش قسمتی سے قادیانی پاک صحبتوں میں رہنے کا موقع ملا ہے اور آئے دن قبولیت دعا کے تازہ نمونے دیکھنے کا ان کو موقع دیا گیا ہے۔ غرض وہ دن انکے اندرونہ خیالات اور دلی ولولوں اور قلبی جوشوں کے اظہار کا ایک اچھا موقع تھا۔ اور ایک باریک بین شخص اچھی طرح سے اندازہ لگا سکتا تھا کہ ان لڑکوں کی تعلیم و تربیت کس رنگ میں کی جاتی ہے۔ نماز ظہر اور عصر جمع کرنے کے بعد میدان مقابلہ کا قصد کیا گیا۔ اور سب لڑکے جمع ہوکر فیلڈ کی طرف چلے۔ مگر راستہ میں بھی اُن کے دلوں میں دعا کے لئے جوش اُٹھتے جاتے تھے اور خیرات کرتے ہوئے مقررہ مقام پر قریب چار بجے پہنچے۔

اس جگہ امرتسر کی احمدی جماعت کی محبت اور خلوص بھی قابل ذکر ہے کہ اُنھوں نے نہایت ہی محبت اور ہمدردی سے فرش۔ کرسیاں۔ بنچ اور کچھ سامان ریفریشمنٹ فیلڈ پر پہنچا دیا۔ اور قریباً کل احمدی احباب خود بھی اظہار محبت اور ہمدردی کے لئے میچ کے موقع پر تشریف لائے۔ اور دعاؤں سے بھی مدد کی۔

ٹھیک چار بجکر تیس منٹ پر میچ شروع ہوا۔ پہلا ٹاس چونکہ تعلیم الاسلام فٹ بال ٹیم کے کپتان نے جیتا تھا اس لئے گول اس ٹیم کے کپتان نے چوز کیا۔ اور سٹارٹنگ کک خالصہ کالجیٹ فٹ بال ٹیم نے کی۔ خدا کی قدرت کہ پہلے ہی رش میں بال گول میں پہنچا اور وہ ایک سخت نازک مقام تھا۔ دونوں پارٹیوں کے کھلاڑیوں نے سخت جد و جہد کی۔ اور اس جد و جہد میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ٹیم کے کپتان کی ران پر سخت چوٹ آگئی۔ خدا کی قدرت نمائی اور محض فضل سے گول ہوتا ہوتا بچ گیا۔ بظاہر نظر میں **ہاتھی اور چیونٹی کا مقابلہ تھا** خالصہ کالجیٹ بڑے مضبوط۔ توانا اور قد آور نوجوان تھے۔ اور پھر باقاعدہ وردیوں، شن گارڈز اور بوٹوں سے آراستہ تھے۔ وہ ہمیشہ کے کھیلنے والے۔ اُن کو گورہ پلٹنوں اور جنٹلمین ٹیموں سے مقابلہ کرنے کا ہمیشہ سے موقع ملتا رہتا تھا جس سے وہ ہر طرح کے نشیب و فراز سے واقف اور اپنے فن کے پورے تجربہ کار اور ماہر تھے۔ اُن کے واسطے اس قسم کے کھیلوں کے لوازم بہترین طور سے مہیا تھے۔ مگر تعلیم الاسلام فٹ بال ٹیم کے طلباء ایک دور دراز چھوٹی سی بستی کے رہنے والے۔ نا تجربہ کار اور چھوٹے چھوٹے لڑکے۔ ننگے پاؤں۔ سادہ لباس میں تھے۔ جن کو نہ کبھی کسی مخالف ٹیم سے میچ کا موقع ملا اور نہ ہی کبھی اُنھوں نے ایسے سخت مقابلوں میں حصہ لیا۔ اور باایں ہمہ کپتان جسکے سر پر کھیل کا سارا دارومدار ہوتا ہے پہلے ہی رش میں زخمی ہوگیا۔ کپتان کے علاوہ ایک دو لڑکے اور بھی زخمی ہو جانے کی وجہ سے کھیل میں پورا حصہ نہ لے سکے۔ غرض اُس وقت کے دیکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ بظاہر ان کے واسطے کوئی صورت کامیابی ممکن ہی نظر نہ آتی تھی۔ اول تو یہ اُن باقاعدہ کھیلنے والوں کے مقابلہ میں چیز ہی کیا تھے۔ پھر جو کچھ تھے بھی سو وہ زخمی ہوکر نکمے ہو گئے۔ اور یہ سب کچھ اس واسطے ہوا کہ تا ان لڑکوں کے دلوں میں جو کچھ بھروسہ اپنی طاقت اور کھیل پر تھا وہ بھی ٹوٹ جاوے اور پھر خالص قدرت نمائی سے اُن کو کامیاب کرے۔ کھیل کیا تھا خدا کی قدرت کا ایک جلوہ تھا۔ ایک طرف تو چیرز اور ہُرّوں کے نعروں کی آواز آتی تھی دوسری طرف جب کوئی خوشی کا موقع آتا تھا تو الحمدللہ اور اللہ اکبر کی پُرتاثیر آوازیں دلوں سے نکلکر دلوں پر اثر کرتی تھیں۔

غور کا مقام ہے کہ بچوں کو ایسے موقعوں پر کھیل کود کے تماشے دیکھنے کا از حد شوق ہوا کرتا ہے۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لڑکے اپنے فوائد کی پرواہ نہ کرکے اور نقصان اُٹھا کر بھی دور دور سے ایسے نظارے دیکھنے کے واسطے جمع ہو جایا کرتے ہیں۔ مگر میں بعض ایسے لڑکوں کو خوب جانتا ہوں جو مدرسہ تعلیم الاسلام ہی کے تعلیم یافتہ ہیں جو اس وقت اپنی ٹیم کی کمزوری اور مقابل ٹیم کی طاقت اور مضبوطی کو دیکھکر کھیل کے میدان سے الگ جاکر دور تنہائی کے گوشوں میں گریہ و بکا سے حضور الٰہی میں دعاؤں میں مصروف تھے۔ یہ بات کوئی چھوٹی سی نہیں کہ نظر انداز کر دیجاوے سوچنے والی طبیعت اس سے اندازہ کرسکتی ہے اور نتیجہ نکال سکتی ہے کہ ان بچوں نے اپنی کامیابی کی کلید کس بات کو یقین کر رکھا تھا۔ اور اس سے ان کے دلی خیالات اور عقاید کا اچھی طرح سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ اور ان کی تعلیم و تربیت کے اعلےٰ اصول کا پتہ لگ سکتا ہے۔

مگر اس کے ساتھ ہی مجھے بڑے زور سے قساوت قلبی اور تعصب و جہالت کے ایک بیہودہ نمونے کے پیش کرنے کی بھی اس واسطے ضرورت ہے کہ تا اندازہ لگایا جاوے کہ دنیا میں جہالت و تعصب نے بھی کیا کچھ کارنمایاں کئے ہیں۔ ایک لڑکا سجدے میں پڑا رو رو کر دعا کر رہا تھا۔ جب وہ دعا سے فارغ ہوکر اُٹھا اور میدان مقابلہ کی طرف آنے لگا تو ایک شخص جو خدا جانے کب سے تاک میں لگا ہوا تھا آگے بڑھا اور ٹھیک اسی مقام پر جہاں اُس لڑکے

نے سجدے میں دعائیں کی تھیں۔ عمداً بیٹ باب کردیا۔ جس کو دیکھکر لڑکے کا دل بھر آیا اور وہ زار زار رو دیا۔ اب غور کرنے والے غور کریں کہ بھلا اُس کو ایسا کرنے سے بجز اسکے کہ اُس نے ایک شخص کا دل دکھایا اور کیا فایدہ ہوا۔ افسوس صد افسوس۔

جوں توں کرکے ہاف ٹائم گذرا۔ پانچ منٹ آرام یا یوں کہیے کہ دعاؤں کے لئے ایک موقع ہاتھ آگیا۔ اور وقت گذرنے پر پھر میچ شروع ہوگیا۔ غرض پھر پورے جوش و خروش سے اپنی اپنی کامیابی کیواسطے سر توڑ کوششیں کرنے لگے۔ خدا کی شان کوئی پندرہ بیس منٹ کی کھیل کے بعد تعلیم الاسلام قادیان فٹ بال ٹیم نے ایک گول خالصہ کالجیٹ پر کردیا۔ جس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کیا گیا۔ اور سب نے بے چون و چرا اُس کو تسلیم کرلیا۔ اللہ اکبر گول کا ہونا تھا کہ سب لڑکے میدان مقابلہ میں جدھر جس کا منہ تھا اور جہاں جو کوئی تھا وہیں اللہ اکبر کر کر سجدے میں گر گئے۔ تمام احمدی قوم کے افراد جو اس وقت وہاں موجود تھے خدا کی اس ذرہ نوازی پر شکریہ کرتے ہوئے سجدے میں گر گئے۔ جن کی دیکھا دیکھی عوام اہل اسلام بھی سجدے میں گر گئے۔ عجیب ایک نظارہ تھا۔ اور عجیب ہی سماں۔ حاضرین پر ایک پر خاص اثر ہوا۔ بجائے اسکے کہ گول کرنے کی خوشی میں چیرز اور ہُرّوں کے نعرے لگائے جاتے اور بڑا غل غپاڑا کیا جاتا۔ کوئی اچھلتا کوئی کودتا سب کے سب یکدم خدا کی حمد اور ستایش کے لئے سر نیاز زمین پر رگڑ رگڑ کر شکریہ کرنے لگے۔ سب لوگ اس نظارہ سے متاثر ہوئے اور لڑکوں کی تعریف کرنے لگے۔

اس جگہ پر میں ایک عجیب نکتہ بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو کہ اگرچہ احمدی قوم کی تعلیم کی گھٹی میں شامل ہے مگر موقع اور وقت کے لحاظ سے ایک نکتہ رس طبیعت کے واسطے بڑا ہی قابل تعریف امر ہے۔ حضرت صاحبزادہ **بشیر الدین محمود احمد** صاحب جو اس وقت موقع میچ میں شریک تھے سجدہ شکر کے بعد اٹھے اور فرمایا کہ ہم نے تو صرف یہ دعا کی ہے کہ **غیر المغضوب علیہم**۔ اُن کا یہ فرمانا تھا کہ بجلی کی طرح میرے دل میں وہ سارا سماں بندھ گیا اور ساری حقیقت اس دعا کی میرے دل میں پھر گئی۔ اور میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی نکتہ رس طبیعت اور **انتقال ذہن** پر عش عش کر گیا۔ اور پھر میں نے بھی اسی رنگ میں دعا کرنی شروع کر دی
تھی بھی دعا [illegible] کے مناسب حال تھی۔ کیونکہ
باقی رہتے ہیں۔ مقابل کے

لوگ بہت تیز۔ چالاک۔ تجربہ کار اور خوب آراستہ تھے اور اُن کا گول کرلینا ایک در نہیں بلکہ اپنی طاقت کی طرف دیکھنے سے تو کبھی گول کرلینا ممکن تھا۔

کسی نے کسی ماہر فن جنگ سے پوچھا تھا کہ ہتھیاروں میں سے ہتھیار سب سے اچھا کونسا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ جو وقت پر کام آجاوے۔ غرض مناسب موقع اور مناسب حال یہی ایک دعا تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بڑا **فضل** کیا اور انجام بخیر ہوا۔ اور مقابل کے لوگ کوئی گول نہ کرسکے۔ اور اس طرح سے خدا نے محض اپنے فضل سے تعلیم الاسلام ہائی سکول کو **فتح** عطا کی۔ جو کہ لڑکوں کے لئے خصوصاً موجب ازدیاد ایمان ہوئی اور قبولیت دعا کا ایک تازہ نمونہ اُن کو خدا نے اُن کے اپنے وجود میں عطا کر دیا۔ اس طرح سے مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول سنہ ۱۹۱۰ء کا امرتسر کے سرکل میں فٹ بال **چیمپین سکول** تسلیم کرلیا گیا۔ ہم اس کامیابی پر جو مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے طلبا نے نیک اور عمدہ نمونہ دکھا کر کھیل کو عملی رنگ چڑھا دیا مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نیک دل **ہیڈ ماسٹر** صاحب کو **مبارکباد** دیتے ہیں۔ اور پھر ماسٹر عبد الرحیم صاحب کو بھی مبارکباد دیتے ہیں جن کے زیر نگرانی فٹ بال ٹیم پریکٹس کیا کرتی ہے کہ خدا نے اُن کی محنت کو بارور کیا۔

بالآخر ہم یہ بھی لکھ دینا مناسب جانتے ہیں کہ جناب انسپکٹر صاحب مدارس حلقہ امرتسر نے اس کامیابی پر نہایت ہی خوشنودی کا اظہار کیا۔ اور جناب ماسٹر عبد الرحیم صاحب اور کپتان ٹیم کو مبارکباد کہی اور فرمایا کہ ہم خوش ہیں کہ آپ کی ٹیم بہت اچھا کھیلی اور دریافت فرمایا کہ آیا قادیان میں کوئی عمدہ فیلڈ مدرسہ کی طرف سے فٹ بال پریکٹس کیواسطے ہے۔

بالآخر ہم نیک مزاج منصف دل ریفریوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اپنے فرض منصبی کو نہایت ہی احتیاط اور انصاف سے انجام دیا۔ اور جن کے نام نامی ہیں۔ **ایچ سرکار** ہیڈ ماسٹر مشن ہائی سکول امرتسر و **مسٹر رام ناتھ** منیجر بی بی این ہائی سکول امرتسر۔

اور یہ بھی قابل ذکر اور قابل شکریہ ہے کہ خالصہ ٹیم نے بڑے اخلاق سے کام لیا اور زبان درازی کی اُس شکایت کا ہمیں موقعہ نہیں دیا جو کہ گورداسپور میں پیدا ہوئی۔

غرض اس طرح سے نہایت خوشی سے ۵½ بجے فارغ ہو کر کل لڑکے بلند آواز سے تکبیریں کہتے ہوئے واپس اپنے مکان پر پہنچے۔ اس وقت چونکہ بہت سے

غیر احمدی احباب بھی ہمدردی اور محبت کے تقاضا سے ساتھ ساتھ مکان تک تشریف لائے تھے۔ لہذا مناسب سمجھا گیا کہ ایک مختصر سی دعوت اُن کو دی جاوے۔ چنانچہ بعض احمدی احباب امرتسر نے ہی چندہ کرکے کچھ شیرینی اُن کے واسطے منگائی۔ اور دعوت روحانی کے واسطے اول **سکرٹری صاحب** انجمن تشحیذ الاذہان ماسٹر عبد الرحیم صاحب نے اور پھر **پریزیڈنٹ** حضرت صاحبزادہ میاں **بشیر الدین محمود احمد** صاحب نے مختصر اور لطیف تقریریں کیں اور جلسہ برخاست ہوا۔

یہ دونو تقریریں انشاء اللہ کسی دوسری اشاعت میں درج کی جاویں گی۔

آخر میں ہم اپنے مکرم دوست شیخ فضل الرحمن صاحب ٹریژری کلرک امرتسر کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور اُن کے لئے دست بدعا ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اُن کے مال میں برکت دے۔ اور اُن کو بیش از بیش اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق عطا کرے۔ جنھوں نے اس کھیل کے موقع پر لڑکوں کے اخلاقی حالات سے خوش ہو کر اور اُن کی اس طرح کی خارق رنگ کی کامیابی دیکھکر لڑکوں کو بڑی پُر تکلف دعوت دی۔

ضرورت دعا

مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے وہ تمام طلبا جو اس سال کے امتحان انٹرنس میں شامل ہوئے ہیں اور جن کے نام کسی قدر تعارف اور جوش پیدا کرنے کی غرض سے درج ذیل کئے جاتے ہیں بہت ہی انکسار سے احباب احمدی سے اپنی کامیابی کے واسطے خاص خاص اوقات میں دردمندانہ دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں۔ گوہر دین۔ عبد العلی۔ فضل دین۔ محمد جمیل۔ خواجہ عبد الرحمن۔ مستری عبد الرحمن۔ عبد الرحمن امرتسری۔ ولی اللہ شاہ۔ عبد الحمید۔ فخر دین۔ غلام حسین۔ محمد صادق۔ عطا محمد۔ محمد امجد حسین۔ فیض احمد۔ عبد الحق۔

نیز شیخ مبارک اسمعیل جنھوں نے لاہور سے امتحان انٹرنس دیا ہے۔ ان سب کے حق میں دعائے کامیابی اور سعادت دارین کی جاوے۔

کثیر الازدواجی اور ویدک قانون قدرت

ماہ جنوری ۱۹۰۸ء کے جالندھری ہمراہ ساز میں اڈیٹر نے جو اپنے آپ کو بڑا ودوان اور جوشیلا دیانندی خیال کرتا ہے "کثیر الازدواجی خلاف قانون قدرت ہے" کے عنوان سے ایک مضمون لکھکر اسلام اور بانی اسلام پر بہت کچھ زہر اگلا ہے۔ قبل اسکے کہ ہم اسکی تحقیقی جواب مندرجہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۴ ۱۹۰۵ء کی طرف متوجہ کریں ہم لالہ جی سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آیا یہ ویدک قانون قدرت جس کے رو سے کثیر الازدواجی ناجائز ہے لالہ دیانند کے خیالات زاد ہی ہیں یا اس سے پہلے ودوان ویدک رشی اور خصوصاً مصنفان وید بھی اس قانون قدرت کو جانتے تھے اگر امر اول ہے تو دیانندی جانیں اور ان کا کام۔ کیونکہ اس صورت میں وہ حامیان وید یا پیروان وید کہلانے کی نسبت دیانندی یا دیانندی وید (تعلیم دیانند مندرجہ کتب دیانند) کے پیرو کہلانے کے زیادہ حقدار ہیں اور اگر امر دوم ہے تو جو عمل مسلمہ ودوان رشیوں اور مصنفان وید کا ہوگا ہم اسی کو عین قانون قدرت کے بموجب تعلیم وید خیال کرینگے اور دیانند کے خیالات کو وید کے برخلاف تصور کر کے اس کی خود ساختہ تعلیم قرار دینگے۔ اگر دیانندی صاحبان یہ کہیں کہ وید کے رو سے تو کثیر الازدواجی خلاف قانون قدرت ہے اس لئے رشیوں کا عمل ان کے لئے قابل حجت نہیں تو ہم کہینگے کہ پھر ایسے رشیوں کے نمونے اور تعلیم موجودہ زمانہ میں پیش کر کے لوگوں کو دکھلانا جو خود بھی وید کی تعلیم پر نہیں چلتے تھے کہاں تک سچائی کی حمایت ہے لالہ دیانند کا خیال تو یہ ہے کہ ایسے کھانے کو خواہ وہ آب حیات ہی کیوں نہ ہو جس میں تھوڑا بھی زہر ہو چھوڑ دینا چاہئے مگر افسوس کہ نہ تو دیانند نے خود اور نہ اس کے پیروں نے آج تک اس پر عمل کیا ورنہ آج کے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا۔ سید تو خیر مرغی مرغ کی مثال دیکر قابل طعن بنا مگر جن ویدک رشیوں نے کثیر الازدواجی کو جائز مان کر اس پر عمل کیا اور پھر جس ویدک مصنف نے اس خلاف قانون قدرت مسئلہ کی تائید میں مثال بیان کر کے ویدک رشیوں کی تائید کی مزا تو تعجب ہے کہ سب دیانندی مل کر ایسے ویدک مصنف اور اس کے رشیوں کے لئے ملامت کا ووٹ پاس کریں اور ان کو ان سے کنارہ کشی کر لیں تا کہ لوگ معلوم کر لیں کہ دیانندی ... وہ کر کے بھی دکھا رہے ہیں اور حقیقت ... کے حامی ہیں۔ ورنہ فضول بکواس پر جس کے ساتھ ... ہو کون اعتبار کر سکتا ہے۔

اگر دیانندیوں کے نزدیک اور خصوصاً مسافر ہمراہ کے اڈیٹر کے نزدیک یہ مسئلہ فی الحقیقت خلاف قانون قدرت ہے تو سب سے پہلے ملزم دیانندیوں کے نکتہ خیال کے رو سے وید ہی ٹھہرتا ہے جس کے خلاف قانون قدرت مثالیں دیگر دنیا میں اس مسئلہ کا رواج دیا۔ ہم دیانندیوں کی مسلمہ کتب کے حوالوں کے بغیر کچھ رطب ویابس پیش کرنا فضول سمجھتے ہیں ہاں تائید میں ویدک تواریخ کی بھی ورق گردانی کر لیجاوے تو بیجا نہیں۔

اس خلاف قانون قدرت مسئلہ کی بنا پرش سوکت یعنی یجروید کا اکتیسواں ادھیا منتر بائیس پر ہے جس کا ترجمہ لالہ دیانند نے اپنی کتاب رگوید آدی بھاشیہ بھومکا پیدائش عالم کے باب میں کیا ہے "اے پرمیشور شری اور لکشمی دو بیاری بیویوں کی مثال تیری خدمت گذار ہیں الخ"۔ اب قابل غور امر یہ ہے کہ اگر دو بیویاں رکھنا ویدک ایشور کے نزدیک خلاف قانون قدرت اور جرم ہے تو ایسی خلاف قانون قدرت مثال دینے سے ویدک ایشور کی کونسی عقلمندی ظاہر ہوئی اور پھر وید کی فصاحت کی ٹانگ بھی ٹوٹ گئی۔ افسوس کہ ویدک ایشور نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ اس کے نزدیک باپ بیٹی کی مجامعت بھی خلاف قانون قدرت نہیں۔ ورنہ دیانندی اپنے کسی رشی کا قول پیش کریں یا وید کا منتر ہی دکھا دیں۔ کہ خلاف قانون قدرت مثالیں دیکر کوئی کلام فصیح کہلائے جانے اور پھر خدائی کلام کہلائے جانے کا مستحق ہو سکتا ہے خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب اس خلاف قانون قدرت مسئلہ یعنی کثیر الازدواجی پر ویدک رشیوں کے عملدرآمد کا حال دیکھئے۔

(۱) دیانندیوں کی مسلمہ مستند شتپتھ برہمن کے مصنف رشی یاگیہ ولکیہ کی جس کی تعلیم کا بہت سا حصہ دیانند کی کتب میں بطور اقتباس موجود ہے دو عورتیں بنام میتری اور کاتیائنی تھیں اس رشی کے بارے میں دیانندیوں کی یہ رائے ہے کہ یہ رشی ایشور کا سچا جاننے والا تھا (بھارت کی شجاع استریاں حصہ اول صفحہ ۶) سب سے بڑھکر یہ کہ رشی کے معنے ہی یہ ہیں کہ جو شخص تمام علوم سے ماہر ہو کر دوسروں کو پڑھاتا ہے۔ اب قابل غور امر یہ ہے کہ اگر کثیر الازدواجی خلاف قانون قدرت اور ویدک ایشور کے منشا کے خلاف تھی تو ایک ایسے ودوان اور خدا شناس رشی کا اس پر عمل کرنا اسے رشی اور خدا شناسی کے درجہ سے گرا رہا ہے وہ اچھا وید کے علوم کا ماہر تھا جس نے نفس کی خاطر وید کی تعلیم پر بٹہ لگایا۔

(۲) ویدوں کی رکشا کرنے والے اور بچانے والے شلوجی مہاراج کی دو پیاری بیویاں پاربتی اور پاروتی نام رکھے تھے (بھارت کی شجاع استریاں حصہ ششم اور ہفتم صفحہ ۲۳) جب اس زمانہ میں جبکہ وید کی تعلیم عالمگیر تھی وید کی رکشا کرنے اور بچانے والے ودوان رشیوں کا یہ حال تھا تو راجوں اور عوام کا کیا کہنا۔

(۳) سری کرشن جی کی آٹھ عورتیں تھیں

(۴) راجہ دشرتھ کی کیکئی کے علاوہ دو اور رانیاں تھیں (بھارت کی شجاع استریاں حصہ پنجم صفحہ ۴۲)

(۵) مہاراجہ اوتان پاد ولد سوئمبھو منو دو رانیاں بنام سورُوچی اور سُونیتی رکھتے تھے (ایضاً صفحہ ۵۳)

(۶) مہاراجہ شری دتس دو رانیاں بھدرا اور جینا رکھتے تھے (ایضاً صفحہ ۶۳)

(۷) مہاراجہ پریرو جو سوئمبھو منو کا پوتا اور راجہ اوتان پاد کا لڑکا تھا پانچ رانیاں رکھتا تھا۔ اجیتا۔ بھری۔ الا۔ دھنیا۔ وجئی (آریہ گزٹ ۲۱ دسمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۸) پانڈو کی دو رانیاں کنتی اور مادری تھیں (ایضاً مجری صفحہ ۱۱)

(۹) راجہ اور ارجن کی دروپدی کے علاوہ ناگ خاندان کی شاہزادی الوپی۔ منی پور کے راجہ کی لڑکی چترانگدا۔ اور سری کرشن جی کی ہمشیرہ سبھدرا تھیں۔

(۱۰) رشی نارد کے زمانہ میں راجہ ... ہو نے کئی عورتوں سے بیاہ کیا۔

(۱۱) وچترویریہ کی دو عورتیں تھیں جن سے بیاس جی نے جماع کر کے لڑکے پیدا کئے۔

(۱۲) بھیشم پتامہ کے باپ کی دو عورتیں تھیں۔

(۱۳) بھیم کی دو عورتیں ہڈمبا اور بلندھرا تھیں۔

یہ نہایت مختصر فہرست ہے اب لالہ دیانندی صاحبان بتائیں کہ سوائے موجودہ جاہل متعصب دیانندیوں کے جنہوں نے خواب میں بھی وید نہ دیکھے ہوں گے ان کی روشن زمانہ کے ویدک رشی راجے مہاراجے سب ویدوں کی تعلیم کی مذمت کرنے والے اور خلاف قانون قدرت یا توں کے دلدادہ تھے اور ان کو اتنا بھی معلوم نہ ہو سکا کہ ہم ویدک تعلیم کے خلاف عمل کر کے برا نمونہ قائم کر رہے ہیں اور نہ ان کے زمانہ کے دوسرے ودوانوں نے ان کو اس عمل سے روکا ۔ شاید دیانندی صاحبان یوں اٹھیں کہ اس زمانہ میں عورتیں بہت تھیں۔ اس لئے بزرگ رشی نفس پرستی کے لئے کثیر الازدواجی کے پابند رہے اور اسی لئے ویدک مصنف کا دل بھی للچایا۔ کہ اسے بھی دو بیویاں رکھنی پڑیں۔

ہم نے کافی سے زیادہ ثبوت دیدیا ہے کہ وید کی تعلیم کے رو سے کثیر الازدواجی نہ صرف جائز ہی ہے بلکہ ویدوں کے عروج کے زمانہ میں بڑے بڑے ودوان رشی اور مہاراجے ایسر نندر شور سے عمل پیرا تھے۔ اور اگر دیانندی اسی تعلیم کو پیش کر رہے ہیں جسے ویدک رشیوں نے پیش کیا تھا تو کم از کم اپنی تائید میں کوئی وید منتر یا کسی رشی کی بحث پیش کریں تا کہ اہل علم دیکھ سکیں کہ دیانندی تعلیم کہاں تک ویدوں کی تائید میں ہے اگر ہمراہ کے مسافر نے مدلل طور پر اس معاملہ میں قلم اٹھایا۔ تو ہم اس بارہ میں مزید لکھنے کو تیار ہیں ورنہ فضول بکواس کی طرف چنداں التفات نہ کی جاوے گی۔

وما علینا الا البلاغ

خاکسار محمد منظور الٰہی سوہدروی

سامان ورزش کی ہدایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سیدہے ریشے دار کشمیر کی لکڑی کے عا ہینڈل ٹاک گین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پایدار ہے قیمت للعہ روپیہ۔
کرکٹ بیٹ ر ر ہے ریشے دار کشمیر کی لکڑی عا گین ہینڈل ہے در در بڑے میچ کے لئے نہایت عمدہ ہے۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور گین ہوگا عاے کرکٹ بیٹ آل کین لکڑی جیدہ مضبوط اور پایدار پریکٹس کے لئے عہ
کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے عہ۔
بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲ سے ۱۳ برس کے واسطے دو بیٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال لکڑی کا فی بکس فی سٹ سے ر
فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پایدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پایدار سے ر

ر ر		۵	ر
بچوں کے لئے فٹ بال	۴	معہ بلیڈر	للعہ ر
ر ر		۳	ہے
کرکٹ بال گٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے			عہ
ر ر	دھاگے کے میچ		ہے
ر ر	ر ر پریکٹس		ہے
کرکٹ ولیس	فی کا پی		ہے

المشتہر
نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ مال از قسم کرکٹ بیٹ پریکٹس وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں اس سے بہت کم ہیں اس کو کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول بجانپور ٹیرہ ضلع کانگڑہ ۲۰/۵/۰۸

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کون سی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں مجھے ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے؟ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ڈوئن کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوئنس ڈنر پلیس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی بہ نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دُنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایات ہیجان صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ سوء ہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت امراض قلب یعنے دل دوار یعنے چکر آنا۔ درد سر۔ نفخ کھٹی ڈکاریں آنا۔ اور مستورات کی بیماریاں وغیرہ اگر کچھ عرصہ تک یہ ہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈوئن کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوئنس ڈنر پلیس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکور الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادے اور زہریلے اجزاء کو آنتوں میں سے نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں صفرا پیٹ کو اچھی طرح بہاتی ہیں جسم کو پاک اور صاف کرتی ہیں اور مرد عورت اور بچہ کو جلد اور ہمیشہ کے لئے صحت بخشتی ہیں۔



بارہ آنہ والی

قیمت ۸ر۔ مع محصول ۱۲ر بارہ آنہ والی شیشی میں ڈھ گولیاں ہیں جو ۸ر آنہ والی شیشی کی گولیوں سے تین گنی ہیں۔ کل دوا فروش فروخت کرتے ہیں یا ڈوئن پی۔ او باکس ۲۰ بمبئی کے پاس سے ڈوئن کا مرہم (ڈوئنس اینٹمنٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا جیسا جب بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ بادہ۔ کھجوا کریڑ۔ چنبل۔ داد۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش۔ ٹکبین۔ ٹنور اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکاندار کے پاس قیمت دو روپیہ فی ڈبیا۔

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جسکے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جاویں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اُترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشا راز ادائے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے پاس رکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت۔

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار زر اُجرت سے مطلع فرما دیں

المشتہر
فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز رفتاری مریضوں کی آہ وزاری آجکل روز مرہ دکھلا رہا ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ نزاکت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگا کر پھر جیسا ہو طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ ۸ر

طلا طلسمی – پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے احتیاطیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اُٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگا کر آزماؤ۔ قیمت

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے ایک فی گھنٹہ ۱۰ سیر پختہ پیس جاتا ہے وزن تخمیناً ۲ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے۔ قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ۲ روپیہ اور دوم مبلغ ۱ مبلغ ۱۰ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا



آٹا پیسنے کا خراس

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ار آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کیساتھ جو ابدیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۱۴ - نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ - سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ - نور القرآن حصہ دوم - عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۱۴ - فیصلہ آسمانی قیمت ۲۔

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات - تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (۱۲) سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۱۴ حصہ دوم ۱۴ - حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲۔ - برہان الحق قیمت ۳ - عمائد المسیح قیمت ۲ - خطبات کریمیہ قیمت ۱۴ - تفسیر سورہ تبت قیمت ۳ - نمونہ قرآن مجید ۳ -

المشتہر

منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

حقیقت نماز شائع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہوچکی ہے اسس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء میں بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے یعنی معہ محصولڈاک ۱۲ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیے -

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا